خلیفہ مسلمین عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عبدالرحمن کی رائے اور فیصلہ کو خلیفہ کے انتخاب کا محور قرار دیا جو امیر المومنین علی ع کی شان میں بھی گستاخی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا تھا: بہت جلد میرے بعد فتنہ برپا ہوگا, اس موقع پر تم پر لازم ہے کہ علی علیہ السلام سے جدا نہ ہوں اور ان کی اطاعت کریں اسلئے کہ وہ روز قیامت پہلے شخص ہوں گے جو مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ وہ صادق اور میری امت میں حق کو باطل سے جدا کرنے والے ہیں۔ (حاکم نے مستدرک میں, حافظ ابونعیم نے حلیہ میں اور طبرانی نے اوسط میں اس حدیث کو نقل کیا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے عمار یاسر کو حکم دیا تھا کہ اگر میری امت کے تمام لوگ ایک راستہ اختیار کریں اور علی ع دوسرا راستہ اختیار کریں تو تم علی ع کے راستہ پر چلو۔ اے عمار علی ع تم کو حق کی رہنمائی کریں گے۔ علی ع کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (حاکم نے مستدرک میں, حافظ ابونعیم نے حلیہ میں, طبرانی نے اوسط میں اور ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے)۔

خلیفہ نے جو حکم عبدالرحمن کے تعلق سے دیا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خلافت و حکومت کو حضرت علی ع سے ہمیشہ کے لئے دور کر دینا چاہتے تھے۔

خلیفہ عمر کی احسان فرموشی امیرالمومنین حضرت علی عکے تعلق سے :

خلیفہ نے اپنے دور خلافت میں ہر مشکل میں مشکل گشاء مولا علی ع سے مشکل حل کروائی اور اعتراف بھی کیا کہ اگر علی ع نہ ہوتے تو عمر گمراہ ہوجاتا, عمر ہلاک ہوجاتا, اس کے باوجود مولا علی ع کو عبدالرحمن کے فیصلہ کے تابع قرار دیا۔

ہم تاریخ سے چند جملے خلیفہ کے پیش کررہے ہیں تاکہ آج کا مسلمان اپنے عقیدہ کا بھی جائزہ لے! اور خلیفہ کے کردار کو بھی سمجھے!!

ا۔ لولاعلی لضل عمر۔ اگر علی ع نہ ہوتے تو عمر گمراہ ہوجاتا (تمھید الباقلانی صفحہ ۱۹۹)۔

۲۔ پروردگار مجھے اس وقت زندہ نہ رکھ جب علی ع میری مشکل حل کرنے کے لئے نہ رہیں۔

۳۔ اے ابوالحسن ع پروردگار مجھے باقی نہ رکھے اس سرزمین پر جس سرزمین پر آپ نہ ہوں۔

۴۔ اے پروردگار میرے لئے مشکل ایجاد نہ کر مگر یہ کہ ابوالحسن ع میرے پہلو میں ہوں اسے حل کرنے کے لئے۔

۵۔ قریب تھا کہ خطاب کا بیٹا ہلاک ہوجاتا اگر علی ابن ابی طالب ع نہ ہوتے۔

٦۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں مشکلات سے جب علی ع اسے حل کرنے کے لئے نہ ہوں۔

۷۔ مائیں علی ع جیسا بیٹا پیدا کرنے سے عاجز ہیں, اگر علی ع نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔

۸۔ عمر کے قول کو علی ع تک پہنچاؤ کہ اگر علی ع نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔

۹۔ پروردگار مجھے علی ع کے بعد زندہ نہ رکھ۔

۱۰۔ اے ابوالحسن ع آپ ہی ہیں جو ہر پیچیدہ مطلب کے حل کے لئے بلائے جاتے ہیں۔

۱۱۔ اے ابوالحسن ع اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رسواء ہوجاتے۔

اصحاب رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا حکم:

خلیفہ دوم عمر ابن خطاب اپنی بنا کردہ شوراء سے اپنے نقشہ کے مطابق نتیجہ حاصل کرنے کی غرض سے حکم دیا تھا کہ اگر ایک شخص مخالفت کرے جبکہ باقی متحد ہوں تو اس ایک کو قتل کردیا جائے, اگر دو افراد مخالفت کریں تو دونوں کو قتل کردیا جائے اور اگر تین افراد ایک طرف اور تین افراد دوسری طرف ہوں تو جس گروہ میں عبدالرحمن نہ ہو اگر وہ گروہ عبدالرحمن کے حکم کی مخالفت کرے تو اس گروہ کے تمام افراد کو قتل کردیا جائے۔ اگر ان چھ افراد نے اپنا کام انجام نہ دیا تو سب کو قتل کرکے خلیفہ کے انتخاب کا کام مسلمانوں کے ذمہ کردیا جائے۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس حکم کو صادر کرنے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے کہ خلیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے بزرگ صحابہ کو قتل کرنے کی جسارت کیوں اور کس بنیاد پر کی تھی؟۔ خلیفہ نے قرآن کی کس آیت کی بناء پر یا رسول اللہ ﷺ کے کس عمل وسنت کی بنیاد پر اتنی آسانی سے صرف اختلاف رائے یا بیعت نہ کرنے کی بنیاد پر قتل کا حکم صادر کردیا تھا؟ قران کی رو سے بے گناہ مسلمان کا قتل عمد اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی سزاء ہمیشہ جھنم ہے۔ صحابی رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا حکم دینے والا اللہ کی بارگاہ میں اپنے اس حکم کا کیا جواز پیش کرے گا؟ جبکہ بقول خود عمر ابن خطاب یہ سب اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اہل بہشت ہیں۔ ان افراد میں مثل اعلی کلمہ انسانیت ونسخہ ثانی رسول اللہ ﷺ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی ہیں۔ جن کے تعلق سے خود خلیفہ عمر نے کہا تھا کہ کوئی ماں علی ابن ابی طالب جیسا فرزند پیدا نہیں کرسکتی۔

ان شخصیتوں کوقتل کرنے کا حکم دینے سے عمر ابن خطاب کا مقصد یہ تو نہیں کہ معاویہ ابن ابو سفیان کے لئے راستہ ہموار کیا جائے ۔ (خلیفہ عمر نے ان افراد سے کہا تھا اگر آپس میں اختلاف کروگے تو معاویہ شام سے سر اٹھائے گا اور تم پر مسلط ہو جائے گا۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ا صفحہ ۱۸۷, چاپ مصر) ۔

خلیفہ دوم عمر ابن خطاب نے اپنے دور خلافت میں تمام گورنروں کو تبدیل کیا سوائے معاویہ ابن ابو سفیان کے ۔

آغاز شوراء :

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۱۸۷ پر واقعہ کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ : عمر ابن خطاب کی وصیت کے مطابق خلیفہ کے دفن کے فوری بعد ابوطلحہ انصاری نے ان چھ افراد کو ایک گھر میں جمع کیا اور خود پچاس افراد کو لیکر گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے ۔ خلافت کے لئے نامزد افراد نے اپنی گفتگو شروع کی ۔

سب سے پہلے جس نے کلام کیا وہ طلحہ ابن عبیدہ تھے ۔ انھوں نے سب کو اپنے عمل کا گواہ قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ عثمان ابن عفان کے حق میں دستبردار ہو رہے ہیں ۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت علی ع اور عثمان ابن عفان کی موجودگی میں ان کے لئے خلافت کا تصور بھی ناممکن ہے ۔ لہذا اپنے اس عمل سے وہ عثمان ابن عفان کی پوزیشن کو مظبوط اور حضرت علی ع کی پوزیشن کو کمزور کرنا چاہتے تھے ۔

زبیر ابن عوام نے بھی طلحہ کے اقدام کے نتیجہ میں کہا کہ گواہ رہو کہ میں اپنا حق علی ابن ابی طالب ع کو بخش دیا ہوں ۔ اس عمل کا مقصد بھی خاندانی غیرت وحمیت تھی کیونکہ زبیر

مولا علی ع کی پھوپی صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

طلحہ ابن عبیدہ کی عثمان کے حق میں دستبرداری اور حضرت علی ع سے روگردانی کی وجہ یہ تھی کے ان کا تعلق قبیلہ تیم سے تھا اور وہ خلیفہ اول ابوبکر ابن ابی قحافہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ قبیلہ تیم اور بنی ہاشم میں خلافت کے تعلق سے اختلاف پیدا ہو چکا تھا, لہذا یہ ایک فطری بات اور بشری طبیعت کا تقاضہ بالخصوص عرب کا فطری عمل تھا جو آج تک چلا آرہا ہے کہ قبیلہ کا تعصب ان امور میں سب سے اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس طرح اب خلافت کے امیدواروں کی تعداد چھ سے ۴ ہو گئی۔

سعد ابن وقاص نے بھی اپنا حق اپنے چچا زاد بھائی عبدالرحمن ابن عوف کو بخش دیا تھا اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ دونوں کا تعلق قبیلہ بنی زھرہ سے تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ سعد جانتے تھے خلافت کے لئے انھیں کوئی رائے نہیں دے گا۔

اس کے بعد عبدالرحمن نے حضرت علی ع اور عثمان ابن عفان سے سوال کیا: آپ دونوں میں سے کون دوسرے کو خلافت کا حق دیکر خلافت سے دست بردار ہونا چاہتا ہے؟

جب کسی سے بھی کوئی جواب نہ سنا تو خود عبدالرحمن نے کہا میں تم سب کو گواہ بنا کر اس بات کا اقرار کررہا ہوں کہ میں اپنے لئے خلافت کے حق سے دستبردار ہو رہا ہوں تا کہ ان دو میں سے کسی کو منتخب کروں۔ اس کے بعد حضرت علی ع سے مخاطب ہو کر کہا:

میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اللہ کی کتاب, سنت رسول اللہ ﷺ اور شیخین ابوبکر و عمر کی سیرت پر عمل کرنے کی شرط پر۔

حضرت علی ع نے فرمایا: میں اس شرط پر قبول کروں گا کہ اللہ کی کتاب, رسول اللہ ﷺ کی

سنت اور اپنے نظریہ کے مطابق عمل کروں (نہ کہ شیخین کی سیرت) ۔

اس جواب کے بعد عبدالرحمن نے وہی شرط عثمان ابن عفان کے لئے پیش کی اور انھوں نے قبول کیا۔

عبدالرحمن نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ وہی شرط حضرت علی ع کے لئے تکرار کی اور حضرت ع نے وہی جواب دیا۔عثمان نے تینوں مرتبہ عبدالرحمن کی شرط کو قبول کیا۔اس کے بعد عبدالرحمن نے اپنا ہاتھ عثمان ابن عفان کے ہاتھ پر بیعت کے عنوان سے مارا اور کہا: السلام علیکم یاامیرالمومنین۔اس طرح انھیں تیسری خلافت پر منصوب کیا۔ (نقل از ابن ابی الحدید) ۔

ابن جریر طبری کی تحریر:

عمر ابن خطاب کے انتقال کے تیسرے دن عبدالرحمن نے خلافت کے لئے نامزد کئے افراد کو جمع کیا اور مدینہ کے مختلف طبقہ کے لوگوں کو بھی بلوایا۔عبدالرحمن نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ان دو افرد (حضرت علی ع و عثمان ابن عفان) کے تعلق سے تمہاری کیا رائے ہے؟

عمار یاسر نے کہا: اگر تم چاہتے ہو کہ لوگوں میں اختلاف نہ ہو تو علی علیہ السلام کو خلافت امور مسلمین کے لئے انتخاب کرو۔مقداد اٹھے اور کہا کہ عمار یاسر کا نظریہ صحیح ہے, اگر علی ع کے ہاتھ پر بیعت کرو تو ہم تمہاری بات مانیں گے اور تمہاری اطاعت کریں گے۔

عبداللہ ابن ابی سرح نے عبدالرحمن سے کہا: اگر چاہتے ہو کہ قریش تمہاری مخالفت نہ کریں تو عثمان ابن عفان کی بیعت کرو۔عبداللہ ابن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ یہ سچ ہے اگر عثمان

کی بیعت کرو تو ہم قبول کریں گے اور حکم بجالائیں گے۔
عمار یاسر نے عبداللہ بن ابی سرح کی ملامت کی اور کہا کہ کیسا وقت دین پر آ گیا ہے کہ تم جیسا اسلام کی خیر خواہی کی بات کر رہا ہے۔
اس کے بعد بنی ہاشم اور بنی امیہ کے افراد کے درمیان گفتگو ہوئی۔ عمار نے کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: اللہ تعالی نے تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کر کے تم عزت دی اور سربلند فرمایا۔ حکومت وسرپرستی اللہ نے خاندان رسول اللہ ﷺ کے لئے چاہی ہے تم اسے اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے دور کہاں لے جا رہے ہو؟
اس وقت ایک شخص طایفہ بنی مخزوم کا عمار یاسر سے بدکلامی کرتے ہوئے زمانے جاھلیت کی رسم کے مطابق انھیں انکی ماں کے نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے سمیہ کے بیٹے تم اپنی حد سے آگے نہ بڑھو, تمھیں اظہار نظر کا حق نہیں ہے, قریش جسے چاہیں حاکم قرار دیں گے۔
قریب تھا کہ لوگوں میں اختلاف وکشمکش شروع ہو اور ایک دوسرے سے الجھ پڑیں, سعد ابن ابی وقاص (نامزد ارکان شوراء) نے عبدالرحمن سے کہا قبل اس کے کہ فتنہ وآشوب برپا ہو تم کام کو تمام کردو۔
عبدالرحمن نے اپنا کام شروع کیا اور حضرت علی ع سے مخاطب ہو کر کہا:
میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اللہ کی کتاب, سنت رسول اللہ ﷺ اور شیخین ابوبکر وعمر کی سیرت پر عمل کرنے کی شرط پر۔
حضرت علی ع نے فرمایا: میں اس شرط پر قبول کروں گا کہ اللہ کی کتاب, رسول اللہ ﷺ کی

سنت اور اپنے نظریہ کے مطابق عمل کروں (نہ کہ شیخین کی سیرت) ۔
اس جواب کے بعد عبد الرحمن نے وہی شرط عثمان ابن عفان کے لئے پیش کی اور انھوں نے قبول کیا۔
عبد الرحمن نے دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ وہی شرط حضرت علی ع کے لئے تکرار کی اور حضرت ع نے وہی جواب دیا۔ عثمان ابن عفان نے تینوں مرتبہ عبد الرحمن کی شرط کو قبول کیا۔ اس کے بعد عبد الرحمن نے اپنا ہاتھ عثمان ابن عفان کے ہاتھ پر بیعت کے عنوان مارا اور کہا: السلام علیکم یا امیر المومنین ۔ اس طرح انھیں خلافت پر منصوب کیا ۔
عبد الرحمن حضرت علی ع کی ملامت و سرزنش کا نشانہ بنا, حضرت ع نے فرمایا: یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ تم لوگوں نے ہمارے خاندان کے خلاف آپس میں سازش کی ہے بلکہ ہمیشہ ایسا ہوتا رہا ہے ۔ اس کے بعد آیت کی تلاوت فرمائی: فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصدون (حضرت یعقوب نے برادان یوسف ع کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کی) ۔ اس کے بعد فرمایا: قسم ہے پروردگار کی کہ اسے اس لئے خلافت دی کہ ایک دن وہ اسے تمہارے حوالے کرے جبکہ ایسا ہونے والا نہیں ہے ۔ حالات اس طرح رہنے والے نہیں ہیں, اللہ کی مشیعت ہر دن اور ہے ۔
عبد الرحمن نے جواب میں کہا: یا علی ع خود کو قتل کے لئے آمادہ نہ کرو (عمر نے حکم دیا تھا جو کوئی عبد الرحمن کی رائے سے مخالفت کرے قتل کر دیا جائے) ۔
حضرت علی ع اٹھے اور وہاں سے تشریف لے جاتے ہوئے فرمایا: بہت جلد وہ ہو گا جو تقدیر میں لکھا ہے ۔

مقداد نے کہا: اے عبدالرحمن جان لو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس شخص کو چھوڑ دیا جو حق پر فیصلے کرتا ہے اور جسکا کوئی مثل نہیں ہے۔ قسم ہے پروردگار کی کسی امت کی تاریخ میں نہیں دیکھا اس امت کی طرح کہ اپنے نبی کے اہل بیت سے اس طرح رفتار کرے۔ تمہارا ظلم و ستم خاندان نبوت کے ساتھ تاریخ میں بے مثل ہے۔

علمای شیعہ شیخ طوسی نے امالی (جلد اصفحہ ۱۵۹, ۱۶۶, ۳۴۲) میں, شیخ صدوق نے کتاب خصال (صفحہ ۵۵۳) میں اور دیلمی نے ارشاد القلوب (جلد ۲ صفحہ ۵۰) میں اور علمای اہل سنت ابن مغازلی شافعی نے مناقب (صفحہ ۱۱۲) میں, خطیب خوارزم نے مناقب (صفحہ ۲۴۶) میں, ذھبی نے میزان الاعتدال (جلد اصفحہ ۲۰۵) میں اور دیگر علماء کی نقل کردہ روایات سے ثابت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی ع نے شوراء کے بعد اسی دن یا کچھ دن بعد شوراء میں موجود افراد کو مخاطب کر کے اپنے کچھ فضایل و امتیازات کو بیان فرمایا اور ہر فضیلت و امتیاز کو بیان کرنے کے بعد مخاطبین کو قسم دیکر ان سے اقرار لیا۔ یہ واقعہ "حدیث مناشدہ" کے عنوان سے کتابوں میں درج ہے۔

حدیث مناشدہ:

عامر بن وائلہ سے روایت ہے کہ: میں اس دن حضرت علی ع کے ساتھ شوراء میں تھا اور حضرت ع نے حاضرین کو قسم دیکر اپنے فضایل کو بیان فرمایا۔ خصال صدوق میں چالیس فضیلتیں نقل کی گئی ہیں جبکہ مناقب ابن مغازلی شافعی میں بتیس فضیلتیں ملتی ہیں۔ میں یہاں پر ان میں سے کچھ فضیلتیں پیش کر رہا ہوں۔

گفتگو شروع کرتے ہوئے امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ میں تم سے اس طرح احتجاج کرونگا

کہ تم میں کا کوئی عرب و عجم نہ اس میں تبدیلی لا سکے گا اور نہ انکار کر سکے گا۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم میں کوئی ہے جو وحدت پروردگار کی شناخت اور اقرار مجھ سے پہلے کیا ہو؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جسکا بھائی جعفر طیار جیسا ہو جو جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرے؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جسکا چچا حمزہ اسد اللہ و اسد رسول اللہ ﷺ سید الشھداء جیسا ہو؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کی ہمسر فاطمہ بنت محمد علیھا السلام, جیسی ہو جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جو دو نواسے رسول اللہ ﷺ حسن و حسین علیھم السلام جیسے رکھتا ہو جو جوانان جنت کے سردار ہیں؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے نجوا (سرگوشی) کے لئے دس مرتبہ صدقہ دیا ہو؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو ''من کنت مولاہ فعلی مولا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ لیبلغ الشاھد منکم الغائب؟ (میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ پروردگار جو ان سے محبت رکھے تو ان سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو ان کا دشمن ہو جا۔ حاضرین اس پیغام کو غائبین تک پہنچائیں)۔
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعاء کی اور فرمایا: اللھم ائتنی باحب الخلق الیک و الی واشدھم حبا لک وحبالی یاکل معی من ھذا الطائر (حدیث طیر)؟ (پروردگار مخلوق میں جسے تو سب سے زیادہ چاہتا ہے اسے میرے پاس بھیج دے کہ میرے ساتھ اس بھونے ہوے پرندہ کو کھائے۔ اللہ تعالی نے مولا علی ع کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بجھوایا تھا)۔
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ کل میں پرچم اس مرد کو دونگا جو اللہ و رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں اور وہ میدان سے نہیں لوٹے گا جب تک اللہ اس کے ہاتھ پر فتح نصیب نہ کرے گا (اس وجہہ سے کہ دوسرے بھاگ آئے تھے)؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کو ایک مرحلہ میں تین ہزار فرشتوں نے سلام کیا ہو جن میں جبرئیل ومیکائیل واسرفیل موجود تھے؟ (یہ اس وقت پیش آیا جب حضرت علی ع کنوں سے پانی رسول اللہ ﷺ کے لئے لائے) ؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے جبرئیل نے کہا ہو کہ حقیقت میں یہ ہے مواسات و برادری۔۔۔اور رسول اللہ ﷺ اس کے تعلق سے فرمائے ہوں کہ درحقیقت وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں تب جبرئیل نے کہا اور میں آپ دونوں سے ہوں؟ (واقعہ شب ہجرت)۔
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے آسمان سے ندا آئی ہو کہ ''لا سیف الا ذولفقار ولا فتی الا علی''؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو: میں تنزیل قرآن کے لئے جنگ کیا ہوں تم یا علی ع تاویل قرآن کے لئے جنگ کروگے؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کو رسول ا اللہ ﷺ نے حکم

دیا تھا کہ سورہ برائت کو ابوبکر ابن قحافہ سے لیکر مکہ میں مشرکین کے سامنے پڑھوں۔
اور رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کے اعتراض پر ان سے کہا تھا کہ اسے علی ع کے سوا کوئی میری طرف سے انجام نہیں دے سکتا؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ ''انت منی بمنزلہ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی''؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ: یا علی ع تم کو دوست نہیں رکھتا کوئی سوائے مومن کے اور دشمنی نہیں کرتا سوائے کافر کے؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔
فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ تمہارے گھروں کے دروازے جو مسجد میں کھلتے تھے انھیں بند کر دیا جائے اور میرے گھر کا دروازہ کھلا رکھا۔ تم لوگوں نے اس تعلق سے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے نہ تمہارے گھر کے دروازوں کو بند کیا اور نہ علی ع کے گھر کے دروازہ کو کھلا رکھا بلکہ یہ اللہ تعالی تھا جس نے تمہارے دروازوں کو بند کیا اور علی ع کے دروازہ کو کھلا رکھا؟
سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی یہ بات صحیح ہے۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم کیا تم لوگ جانتے ہو کہ جنگ طائف میں جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے خصوصی طور پر بات کی اور تم میں کچھ نے اعتراض کیا کیوں علی ع سے خصوصی طور پر گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے علی ع سے خصوصی گفتگو نہ کی بلکہ یہ اللہ تعالی تھا جس نے علی ع سے خصوصی گفتگو کی؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی یہ بات صحیح ہے۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم کیا تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق علی ع کے ساتھ ہے اور علی ع حق کے ساتھ ہیں, جس طرف علی ع جائے حق اس طرف جائیگا؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی یہ بات صحیح ہے۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم کیا تم لوگ گواہی دیتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں, اللہ کی کتاب اور میری عترت, جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے گمراہ نہ ہونگے اور یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی یہ بات صحیح ہے, ہم گواہی دیتے ہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس نے مشرکین مکہ کے مقابلہ میں اپنی جان رسول اللہ ﷺ پر نثار کردی اور آنحضرت ﷺ کے بستر پر سو یا ہو؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس نے عمرو بن عبدود کے مبارز طلب کرنے پر اس سے جنگ کی ہو؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہو ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا''؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ ''انت سید العرب''؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔

فرمایا: تم کو پروردگار کی قسم تم میں میرے علاوہ کوئی ہے جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ '' یا علی ع میں نے اللہ سے کوئی چیز طلب نہ کی سوائے اس کے کہ وہی چیز تمہارے لئے بھی اللہ سے طلب کی''؟

سب نے جواب دیا: قسم اللہ کی نہیں۔ (مناقب ابن مغازلی شافعی صفحہ۱۱۲ تا ۱۱۸)۔

عبدالفتاح عبدالمقصود کا بیان:

عبدالفتاح عبدالمقصود کتاب الامام علی ابن ابی طالب ع میں وصیت عمر ابن خطاب کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ:

وہ بیداری کا علم، بے ہوشی کے خواب کے ساتھ ملکر ختم ہو گیا۔۔۔۔۔عمر نے خواب کی بنیاد پر نہ کہ تجربہ و معرفت کے مطابق وصیت کی اور جو کچھ قریب سے ابی طالب ع کی شخصیت

میں دیکھا و سمجھا تھا اسے نظر انداز کیا۔ اگر چہ کہ اس وصیت میں کسی خاص شخصیت کو خلافت کے لئے نہیں چنا مگر اس طرح نقشہ بنیا یا کہ خلافت کو ان چھ افراد میں اس طرح محدود کیا کہ ان سے باہر نہ جائے اور صرف ایک شخص کو ملے۔ اس سیاسی نقشہ کی بنیاد پر کیا یہ **کہا جا سکتا کہ علی ع کو محدود نہیں کیا ہے؟** اگر چہ واضح طور پر حکم نہیں دیا مگر غیر واضح طریقہ سے خلافت کے راستہ کو ان پر بند کر دیا اور دوسرے حق تلف کرنے والوں کے ہمراہ اس مرد ہاشمی کے خلاف ہمدست ہوئے ۔۔۔۔ اعلان نہیں کیا کہ علی ع خلافت سے

دور

رہیں مگر دوسروں کو ان کے ساتھ برابر کر کے اعلان کر دیا کہ میری نظر میں علی ع اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے, مقام و شان میں ان میں کوئی برتری نہیں ہے۔ اس اعلان و انتخاب سے ظاہر ہے کہ علی ع خلافت سے محروم رہیں گے۔

اب ان چند افراد کے تعلق سے گفتگو کریں اور انھیں ان لوگوں میں قرار دیں جن کو علی ع سے حسد و کینہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ چند افراد کینہ کے درخت کی شاخیں تھے یا اس

درخت کے سایہ میں پرورش پائے تھے۔ ان میں علی ع کے لئے سب سے بہترین زبیر بن عوام, پھوپی کے بیٹے تھے۔ اس قریبی رشتہ کے باوجود ان کی علی ع سے اظہار محبت بھی حسد و بددلی کے ساتھ تھی۔ ان کی گفتار و رفتار گذشتہ میں مشہور ہے اور آیندہ بھی خون بھرا معرکہ ہے (جنگ جمل)۔

خلیفہ عمر نے۔ عمدا یا غیر عمد۔ قریش کے قدیمی کینہ کو ہاشم کی نسل سے چکایا اور شوراء میں ان پانچ افراد کو قرار دینے کا مقصد بنی ہاشم کو شکست دینا اور انھیں خلافت سے دور

کرنا تھا۔ کس طرح بنی تیم علی ع سے دل صاف رکھتے اور ان کی خلافت کو قبول کرتے جبکہ علی ع کو ان کے شیخ ابوبکر کے مقام و مرتبہ پر اعتراض تھا۔ طلحہ تیمی کو اب موقع ملا ہے خلیفہ کے انتخاب میں رائے دے, کیا وہ اپنی رائے کو بدلہ لینے کے لئے استعمال نہیں کرے گا؟ کیا بنی امیہ کا کینہ ختم ہونے والا تھا جو برسوں سے چلا آرہا تھا, باپ سے بیٹے کو اور بیٹے سے اسکی نسل میں منتقل ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ اس موقع کے منتظر تھے کہ ہاشم کی نسل سے خون کا بدلہ لیں۔ بنی ہاشم کو شکست دینے اور انھیں خلافت سے دور رکھنے کے لئے شوراء عمر میں طلحہ تیمی اور عثمان اموی کا ہونا کافی تھا۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ زخمی اور موت کی آغوش میں پڑے خلیفہ نے شوراء کا سیاسی نقشہ اس طرح بنایا کہ جاھلیت کے دور کا قومی تعصب ایک ساتھ جمع ہو کر علی ع کے مقابلہ پر آ گیا۔ سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمن ابن عوف کو بھی اس شوراء کا رکن بنایا۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ بنی زھرہ سے تھا جن کی نسبت بنی امیہ سے بھی ملتی ہے۔ اس شورا میں علی ع کی خلافت کے لئے کوئی امید رہ جاتی ہے؟۔۔۔ کونسا قریش کا قبیلہ علی ع کے ساتھ عدل و انصاف برتے گا جبکہ اس شوراء کی انجمن میں تمام فیصلہ کرنے والے علی ع کے دشمن ہیں؟

عمر ابن خطاب کی وصیت اس شوراء کے لئے سرکاری قرارداد تھی کہ وہ مظلوم مرد مغلوب ہو جائے (الامام علی، جلد ا صفحہ ۴۱۱ تا ۴۱۴)۔

شیخین کی سیرت پر عمل کرنے کی شرط:

کیا عبدالرحمن ابن عوف اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو کافی نہیں سمجھ رہے تھے؟

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں تحریر لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں تو اس فرمایش کے جواب میں عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے فریاد بلند کی تھی کہ "اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے" (حسبنا کتاب اللہ) لہذا کسی اور سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اب خلیفہ عمر ہی کی طرف سے عبدالرحمن کو خلیفہ کے انتخاب کے فیصلہ کا حق دیا گیا ہے تو عبد الرحمن سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ وہ کس بنیاد پر شیخین کی پیروی کی شرط لگا رہے ہیں؟ خلیفہ دوم نے تو کتاب ہی کو کافی سمجھا تھا۔ اس کے علاوہ اگر شیخین کی سیرت و روش رسول اللہ ﷺ کی سیرت وسنت کے مطابق تھی تو شیخین کی شرط بیکار تھی اور اس پر اصرار دانستہ شرارت تھی کیونکہ ان دو کی روش بھی رسول اللہ ﷺ کے مطابق تھی۔

اگر شیخین کا عمل اور ان کی روش رسول اللہ ﷺ کے عمل و سنت کے مطابق نہ تھی تو کسی مسلمان کو بھی ان کی روش پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا مسلمان رسول اللہ ﷺ کے مخالف کی روش کو نہ قبول کرے گا اور نہ کسی کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دے گا کیونکہ وہ دو شیخ جن کو وحی ورسالت سے آگہی نہیں ہے ان کا عمل قابل پیروی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ جس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت

ورسالت پر عقیدہ نہ ہوتو ایسا شخص ہی شیخین کی پیروی پر اصرار کرسکتا ہے کیونکہ اسکی نظر میں رسول اللہ ﷺ و شیخین برابر ہوں گے۔

وہی شیخین کی پیروی پر اصرار کرے گا اور اسے اہمیت دے گا جسے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان نہ ہو یا وہ جسکی عقل ایک عام انسان کی عقل وفکر سے بھی کمتر ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ جب عبدالرحمن کو شوراء میں خلیفہ کے انتخاب کا فیصلہ کرنے کا موقع ملا تو ان کی پوری تلاش یہ ہوئی کہ کس طرح اس موقع سے خود کے لئے فائدہ اٹھایا جائے۔ ایک ہی راستہ تھا کہ عثمان ابن عفان کو اب خلافت دلوائی جائے تاکہ بعد میں وہ عبدالرحمن کے لئے وصیت کرے۔ اس کام کے لئے شیخین کی روش کی پیروی کو شرط کے عنوان سے پیش کیا جائے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام شیخین کی روش کے مخالف ہیں اور عبدالرحمن اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت علی ع حکومت وخلافت کے لئے مصلحتا بھی غلط وعدہ نہیں کرینگے اس لئے کہ ان کا کردار بھی ہر لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے کردار کی مکمل تصویر ہے لہذاء مکمل اطمینان سے تین مرتبہ شیخین کی شرط کو پیش کیا۔ (اگر سو مرتبہ بھی شیخین کی شرط پیش کرتے تو حضرت علی ع کا جواب انکار ہی ہوتا)۔

تاریخ سے ایک واقعہ اس زمانے کا پیش کررہا ہوں جس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس ظاہری قدرت وطاقت نہ تھی اور قبائل کی مدد کی شدید ضرورت تھی, بنی کلاب کا قبیلہ جس کا شمار بڑے قبیلوں میں ہوتا تھا اس کے سردار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں اس شرط پر کہ آپ وعدہ کریں کہ

آپ ہمیں اپنے بعد اپنا جانشین بنائیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری جانشینی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عطا کرے گا۔ میں اس تعلق سے تم سے وعدہ نہیں کرسکتا۔(رسول اللہ ﷺ کو اس قبیلہ کی مدد ونصرت کی ضرورت تھی مگر مصلحتا بھی غلط وعدہ نہیں کیا۔بس یہ ہی کردار مولا علی ع کا بھی ہے اور عبدالرحمن جانتا تھا) یہ سن کر بنی کلاب کے سرداروں نے بھی اسلام قبول نہ کیا اور یہ کہکر لوٹ گئے کہ ہم تمہارے دفاع میں تلوار چلائیں اور تم کسی اور کو اپنے بعد ہم پر مسلط کردو۔(مناقب آل ابی طالب از جریر طبری نقل بہار جلد۲۳ صفحہ۷۴)۔

عبدالرحمن پوری طرح واقف تھے کہ خلیفہ اول و دوم اپنی مشکلات کو حضرت علی ع سے حل کرواتے تھے ,اس حقیقت کے باوجود حضرت علی ع کو شیخین کی پیروی کی دعوت دینا کیا عبدالرحمن کی کم عقلی کی دلیل نہیں ہے؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ عالم ودانشور کو جاہل و نادان کی پیروی کرنے کی سفارش کی جارہی تھی!۔

عبدالرحمن کا اصرار شیخین کی پیروی کے لئے دلیل ہے اسکی بے ایمانی و بے عقلی کی۔مومن و عاقل شخص ایسی شرط امیرالمومنین حضرت علی ع کے لئے پیش نہیں کرے گا۔

خود خلیفہ دوم نے کئی مرتبہ خلیفہ اول کی مخالفت کی تھی جو اس بات کی دلیل ہے کہ خلیفہ دوم خلیفہ اول کو خطا و غلطی سے محفوظ نہیں جانتے تھے۔(خلیفہ دوم نے کہا: دو متعہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے زمانے میں حلال تھے میں انھیں حرام کررہا ہوں)۔

افسوس کا مقام ہے رسول اللہ ﷺ حضرت علی ع کو محور حق وحقیقت فرمارہے ہیں اور عبدالرحمن انھیں دوسروں کی پیروی کا حکم دے رہے ہیں۔یہ انحراف صرف دو خلفاء

کے دورحکومت کے بعد مدینہ کے مسلمانوں کے ایمان, عقل اورامانت داری کی کیفیت کوظاہر کررہاہے۔

حضرت علی ع نے شوراء میں کیوں شرکت کی؟

شوراء کے ارکان کاانتخاب اورعبدالرحمن کوخلیفہ کے انتخاب میں خاص امتیاز دینے نے ہر عاقل شخص پرواضح کردیاتھا کہ یہ شوراء حضرت علی ع کوخلافت کے لئے منتخب نہیں کرے گی۔خودحضرت علی ع نے بھی شوراء سےقبل نتیجہ کااعلان یہ کہہ کراپنے چچا جناب عباس سے فرمادیاتھا کہ زمام امور خاندان بنی ہاشم سے دورکردئے گئے۔جب حضرت علی ع کو پورایقین تھا کہ یہ شوراء حضرت ع کوخلافت سےمحروم رکھنےاور مسلمانوں کاحق غصب کرنےاوران پرظلم وستم کرنے والےشخص بنام عثمان ابن عفان کوخلافت عطا کرنے اور کچھ ہوس پرستوں کی ہوائےنفس کی تکمیل کی غرض سےترتیب دیاگیاہےتو مولاعلی ع نے کیوں اس شوراءمیں شرکت فرمائی؟

اس کے جواب میں کچھ حقایق پیش خدمت ہے:

ا۔جب امیرالمومنین ع نے چچا جناب عباس سے فرمایا کہ خلافت کو خاندان بنی ہاشم سے دورکردیاگیا, تو جناب عباس نے مشورہ دیا کہ اس شوراء میں شرکت نہ کرو اوراس سے دور ہی رہو (تاکہ اس سے پیداہونے والے مسائل تمہارے دامن گیرنہ ہوں)۔مگر حضرت علی ع نے فرمایا کہ میں اختلاف کو پسندنہیں کرتا (اگرشرکت نہ کروں تومسلمانوں میں اختلاف پیداہوگا, جس کے نتیجہ میں اسلام کی طاقت کمزورہوجائے گی)۔

۲۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلداصفحہ۱۸۹سےنقل کررہاہوں کہ قطب راوندی

نے روایت کی ہے کہ جب خلیفہ عمر نے کہا ان تین افراد میں سے خلیفہ ہوگا جس گروہ میں عبدالرحمن ہوں گے یہ سن کر ابن عباس نے حضرت علی ع سے کہا: امر خلافت ہمارے خاندان سے نکل گیا اور یہ شخص (خلیفہ) چاہتا ہے کہ عثمان بن عفان خلیفہ بنے۔ حضرت علی ع نے فرمایا کہ میں بھی یہ جانتا ہوں مگر میں اس شوراء میں شرکت کروں گا تا کہ عمر ابن خطاب پر یہ بات ثابت کروں نبوت و خلافت ایک خاندان میں جمع ہو سکتی ہے کیونکہ انھوں نے ہی پہلے مجھے خلافت سے محروم کرنے کے لئے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت اور امامت ایک خاندان میں جمع نہیں ہو سکتے۔ میں اس شوراء میں شرکت کروں گا تا کہ عمر ابن خطاب کی گفتگو کو غلط اور ان کے جھوٹ کو ثابت کروں (دروغ گو حافظہ ندارد)۔

۳۔ تیسری وجہ مولا علی ع کی شرکت کی شوراء میں یہ تھی کہ اگر وہ شرکت نہ کریں تب بھی عبدالرحمن کے فیصلہ کی بنیاد پر عثمان ابن عفان کو خلافت مل جاتی اور اگر اس کے بعد حضرت علی ع شوراء کی مخالفت کرتے اور بیعت نہ کرتے تو قتل کر دئے جاتے (کیونکہ خلیفہ دوم کا حکم یہی تھا کہ اگر ایک شخص مخالفت کرے اسے قتل کر دو)۔

حضرت کی شرکت نے شوراء کے نتیجہ میں کوئی فرق نہ ڈالا اور خلیفہ کے انتخاب میں کوئی فرق بھی نہیں پڑا نقشہ کے مطابق انجام پایا۔

اگر شرکت نہ کرنے کا مقصد شورا پر اعتراض یا اتمام حجت تھا تو حضرت ع نے شوراء کے دوران وہیں پر اپنا اعتراض اور شوراء سے نفرت کا اظہار فرما کر اتمام حجت کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں حضرت ع کی حسن نیت اور مسلمانوں سے خیر خواہی کا اظہار بھی ہو گیا تھا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام علم کے لامحدود سمندر اور اخلاق وفضائل وکمالات میں رسول اللہ ﷺ کی مکمل تصویر تھے لہذا ایسی بے مثال شخصیت کا بلا وجہ قتل ہو جانا جبکہ اس سے اسلام کو کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہو صحیح و عاقلانہ اقدام نہ تھا اور حضرت علی ع نے جو راستہ اختیار فرمایا وہ اپنی ذمہ داری کی بنیاد پر تھا۔

قارین محترم اگر اس تحریر کے مطالعہ سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی مظلومیت کے تعلق سے آپ کے معلومات میں اضافہ ہوا ہو تو اپنے اہل خانہ, عزیزوں اور دوستوں کو بھی اس کے مطالعہ کی دعوت دیجئے تا کہ صحابہ نما منافقین کا صحیح کردار واضح ہو سکے۔

ممنون